ہیں؟ اللہ کی راہ میں اپنی محبوب ترین چیز کو عملاً قربان کرنے پر آمادہ ہو جانا' زبانی کلامی نہیں' تو یہ ہے درجہ احسان ـــــ اسلام' ایمان اور احسان' تینوں کی حقیقتیں اس ایک واقعہ سے ہمارے سامنے آگئیں۔ ان ہی امتحانات سے گزرنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مرتبے کو پہنچے کہ ان کو امام النّاس کے مقام پر فائز کیا گیا اور ان کو خُلّتِ الٰہی سے نوازا گیا : ﴿ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ۝ ﴾ (النساء : ۱۲۵)

فریضۂ حج اور حیاتِ ابراہیمیؑ کے مراحل

اب ایک اور بات جان لیجئے کہ حج کا یہ جو پورا سلسلہ ہے' یہ درحقیقت ایک فرض عبادت ہے ہر زادِ راہ رکھنے والے صاحبِ استطاعت مسلمان پر' ازروئے نصِّ قرآنی :

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ۝ ﴾

(آل عمران : ۹۷)

''اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر (بیت اللہ) تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے''۔

پھر حج میں جو مناسک ادا کیے جاتے ہیں ان کو شعائر اللہ قرار دیا گیا ہے ـــــ سورۃ البقرۃ میں فرمایا گیا :

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ ﴾ (آیت ۱۵۸)

''یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے کوئی گناہ کی بات نہیں کہ وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کرلے''۔

سورۃ الحج میں فرمایا کہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں : ﴿ وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ﴾ ـــــ جبکہ بیت اللہ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا شعیرہ ہے ـــــ شعائر کے مجازی معنی ہیں ''وہ چیزیں' جن کے ادب واحترام کا

اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے"۔ اس کے ایک مجازی معنی نشانی اور علامت کے بھی آتے ہیں۔ حج کے یہ سب شعائر کیا ہیں؟ دراصل یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے مختلف مراحل ہیں۔ یہ اسی داستان عزیمت و امتحان کے مختلف ابواب اوران کے اوراق ہیں جن کی ہر سال یاد منائی جاتی ہے۔ یہ جو بَیْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَة سعی ہو رہی ہے یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا کی اس عالم بے تابی کی نشانی ہے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو وادی غیرذی زرع میں چھوڑ کر چلے گئے تھے اور وہ ننھی سی جان اسماعیلؑ پیاس سے تڑپ رہی تھی اور حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑی تھیں اور ہر چکر میں پہاڑ پر چڑھ کر پانی ڈھونڈنے کے لئے چاروں طرف نگاہیں دوڑاتی تھیں —— اللہ تعالیٰ کو اپنی اس مؤمنہ بندی کی یہ ادا اتنی بھائی کہ حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے مسعٰی میں دوڑنے کو شعائر اللہ میں سے قرار دے دیا۔ یہ اس لئے بھی ہوا کہ یہ حضرت ہاجرہ کے اللہ پر توکل اور صبر کی بھی ایک عظیم الشان نشانی ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ اس لق و دق صحرا کی پہاڑیوں میں ان کو اور شیر خوار بچے کو چھوڑ کر جارہے تھے تو حضرت ہاجرہ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ آپ ہم کو کس کے حوالے کر کے جارہے ہیں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا کہ اللہ کے حوالے۔ جس پر حضرت ہاجرہ نے کہا تھا: یہ صورتحال ہے تو میں راضی ہوں' آپ تشریف لے جایئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بے چینی کے عالم میں ایڑیاں رگڑنے سے معجزانہ طور پر چاہِ زم زم کا ظہور ہوا جس سے چار ہزار سال گزرنے کے بعد آج بھی لاکھوں بندگانِ خدا سیراب ہوتے ہیں۔

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی امتحان سے نہیں گزرے' بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ بھی نوعمری میں ہی امتحان سے گزرے ہیں۔ گویا ع "جن کے رتبے ہیں سوا اُن کی سوا مشکل ہے"۔ سب سے زیادہ کٹھن امتحان سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام گزرے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جن کا رتبہ بلند سے بلند تر

ہو گا اسی مناسبت سے ان کو آزمائشوں سے واسطہ بھی پڑے گا۔ جیسے جو پرائمری کا امتحان پاس کر لے اسے ہی مڈل' میٹرک اور پھر آگے کے امتحانات سے گزرنا ہو گا اور جو پرائمری ہی میں فیل ہو جائے اس کے لئے اگلے امتحانات کا کیا سوال؟ اگلے امتحان کا موقع تو بتدریج آتا ہے ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں!

چنانچہ حج اور عید الاضحیٰ یہ دو اسلامی عبادات اور شعار دونوں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت کے گرد گھومتے ہیں' جن کی تعظیم و تکریم کرۂ ارض کے بسنے والوں کی دو تہائی آبادی کرتی ہے۔

عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

حج کا رُکنِ رکین تو وقوفِ عرفات ہے —— اس کے علاوہ سورۃ الحج میں دو بنیادی ارکان کا ذکر ملتا ہے' ایک اللہ کے نام پر جانور کی قربانی اور دوسرے بیت اللہ کا طواف۔ اور ان میں بھی زیادہ زور اور تکرار و اصرار قربانی پر ہے —— جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ حج ارکانِ اسلام میں سے جامع ترین رکن ہے۔ لیکن اس کا معاملہ یہ ہے کہ یہ ایک خاص مقام اور جگہ سے متعلق ہے۔ حج آپ کسی دوسرے مقام پر کر ہی نہیں سکتے۔ اس کی ادائیگی کے لئے تو آپ کو مقررہ تاریخوں اور دنوں میں ارضِ مقدس جانا پڑے گا اور اس میں ﴿ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ﴾ کی شرط موجود ہے۔ اس کی استطاعت ہر ایک کو تو حاصل نہیں ہے —— تو "مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ" یہ ایک اصول ہے۔ عقلِ عام (Common Sense) کے تحت یہ کہا جاتا ہے کہ جو چیز کُل کی کُل حاصل نہ ہو سکتی ہو تو اسے کُل کی کُل کو چھوڑ ہی نہیں دینا چاہئے۔ اس میں سے جو کچھ بھی ملتا ہو وہ تو لو۔ بس اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حج کے ارکان میں سے ایک رکن قربانی ہے۔ گویا بلاشبہ عید الاضحیٰ اور اس کے